اعتقادات

ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ
المعروف شیخ صدوق رہ

البلاغ المبین

اعتقادات

از

ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ
الشیخ صدوق علیہ الرحمۃ

نوٹ: چونکہ زیر نظر کتاب کے مؤلف محدث اہل بیت (ع) کی اہم ترین کتب حدیث کتب اربعہ میں سے ایک کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کے مؤلف ہیں لہٰذا یہ کتاب بذات خود ایک اہم مصدر کی حیثیت رکھتی ہے اس لیے اس میں منقولہ روایات کے دیگر مصادر کا ذکر نہیں کیا گیا۔

(ادارہ)

نام کتاب: اعتقادات

مؤلف: ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ المعروف الشیخ صدوق علیہ الرحمہ

تاریخ طبع: [illegible]

تعداد: پانچ ہزار

ناشر: البلاغ المبین، [illegible]

[illegible]

ای میل: info@al-balagh.org

ویب: www.al-balagh.org

ہدیہ: چالیس روپے

وہی (اللہ) تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی (دعا کرتے ہیں)

الصلوٰۃ من اللہ سے مراد اس کی "رحمت" ہے۔

الصلوٰۃ من الملائکہ سے مراد "طلب مغفرت" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزگی کا بیان ہے۔

الصلوٰۃ من الناس سے مراد "دعا" ہے۔

قرآن مجید میں ایک جگہ فرمایا:

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۖ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ [1]

ان لوگوں نے (عیسیٰ کے قتل کی) تدابیر سوچیں اور اللہ نے (بھی جوابی) تدبیر فرمائی کہ اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

اسی طرح دوسری جگہ فرمایا:

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ [2]

اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ درحقیقت اللہ انہیں دھوکہ دے رہا ہے۔

اور فرمایا:

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ [3]

اللہ بھی ان کے ساتھ تمسخر کرتا ہے۔

اور فرمایا:

سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ [4]

اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے۔

اور فرمایا:

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ [5]

انہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا ہے۔

---

[1] آل عمران: ۵۴ [2] النساء: ۱۴۲ [3] البقرۃ: ۱۵
[4] التوبہ: ۷۹ [5] التوبہ: ۶۷

ان تمام آیات شریفہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مکر کرنے والوں کو مکر کی جزا، دھوکہ بازوں کو دھوکے کے سزا، ہنسی اڑانے والوں کو ہنسی کی سزا، تمسخر کرنے والوں کو تمسخر کی سزا اور بھول جانے والوں کو فراموشی کا عذاب دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو بھی بھلا دیں گے۔

ان تمام آیات شریفہ کا مفہوم وہ نہیں ہے جو کلام کے ظاہر سے استفادہ ہوتا ہے، بلکہ حقیقت امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ مکر کرتا ہے، نہ دھوکہ دیتا ہے اور نہ ہنسی کرتا ہے اور نہ ہی تمسخر کرتا ہے اور نہ ہی اسے کبھی نسیان عارض ہوتا ہے۔ یہ سب کے سب ناممکنات ہیں، کیونکہ یہ عیوب میں شمار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تمام عیوب ونقائص سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

جن روایات پر منافقین اور بے دین افراد کے حملے ہوتے ہیں، ان میں اسی قسم کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، لہٰذا ان لفظوں کے وہی معنی مراد لینے چاہییں جو قرآن میں ان کے معانی مراد لیے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفات ذات اور صفات فعل کے متعلق عقیدہ

الشیخ ابو جعفر ابن بابویہ فرماتے ہیں: جب ہم خدا کی کوئی ایسی صفت بیان کرتے ہیں کہ جس کا تعلق اس کی ذات سے ہوتا ہے تو ہماری غرض اس مقام پر اس صفت کی ضد کی نفی کرنا ہوتی ہے۔

مثلاً ہم کہتے ہیں:

سمیع: سنتا ہے، یعنی کسی آواز سے ناواقف نہیں ہے۔

بصیر: دیکھتا ہے یعنی ہر دکھائی دینے والی شے سے آگاہ ہے، ناآگاہ نہیں۔

---

[1] منافقین اہل ایمان کی شکل میں تھے۔ انہوں نے صرف اللہ کو دھوکہ دینے کے لیے اسلام کا اظہار کیا تو اللہ نے بھی ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا اور ان کے دھوکے کی سزا اسی طرح دی کہ ایک طرف سے انہیں بھی دیگر اہل ایمان کی طرح رکھا، لیکن جلد ہی حکم دیا اور دوسری طرف سے ان کے کسی عمل یا عبادت کو قبول نہیں کیا، مگر قیامت کے دن ان کے لیے دردناک عذاب کو تیار رکھا۔ (مترجم)

حکیمٌ: حکمت والا ہے اس کا کام حکمت و مصلحت سے خالی نہیں۔
قادرٌ: قدرت رکھتا ہے یعنی عاجز نہیں ہے۔
عزیزٌ: غالب ہے یعنی مغلوب نہیں ہے۔
حیٌّ: زندہ ہے یعنی موت عارض نہیں ہوتی۔
قیومٌ: اللہ خود سے قائم دائم ہے کسی اور کے ذریعے نہیں، جب کہ تمام موجودات اس کے ذریعے قائم ہیں اور جو ذات ایسی ہو اس کے لیے زوال نہیں ہے۔
واحدٌ: یکتا و یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔
قدیمٌ: ازلی ہے یعنی حادث نہیں ہے۔

یہ سب صفات ذات ہیں اور صفات ذات عین ذات ہیں اور ہم قائل نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے:
خالقٌ: خالق ہے۔
فاعلٌ: فاعل ہے۔
شائیٌ: صاحب مشیت ہے۔
مریدٌ: صاحب ارادہ ہے۔
راضیٌ: راضی و خوشنود ہے۔
ساخطٌ: ناراض ہے۔
رازقٌ: رزق دینے والا ہے۔
وھابٌ: عطا کرنے والا ہے۔
متکلمٌ: کلام پیدا کرنے والا ہے۔

ہم قائل نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا صفات کے ساتھ ہمیشہ سے متصف ہے، کیونکہ یہ سب کی سب صفات فعل اور حادث ہیں، اسی لیے یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ان صفات کے ساتھ متصف ہے۔

(شرعی) تکلیف کے متعلق عقیدہ

شیخ ابو جعفر صدوق فرماتے ہیں: (شرعی) تکلیف کے بارے میں ہمارا عقیدہ

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان کی طاقت سے کم ہی تکلیف دی ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا[1]
ہم کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ ذمہ داری نہیں ڈالتے...
اور وسعت، طاقت سے کم درجے کو کہا جاتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

واللّٰہ ما کلّف اللّٰہ العباد الا دون ما یطیقون لانہ انما کلّفھم فی کل یوم و لیلۃ خمس صلوات و کلّفھم فی السنۃ صیام ثلاثین یوما و کلّفھم فی کل مائتی درھم خمسۃ دراھم و کلّفھم فی العمر حجۃ واحدۃ و ھم یطیقون اکثر من ذلک۔

خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اتنی ہی تکلیف دی ہے جو ان کی طاقت سے کم ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر تمام شب و روز میں صرف پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پورے سال میں تیس دن کے روزے واجب کیے ہیں اور ہر دو سو درھموں پر (سال بھر میں) پانچ درھم زکوٰۃ دینی واجب کی ہے اور عمر بھر میں ایک حج واجب قرار دیا ہے۔ حالانکہ بندے اس سے زیادہ کی طاقت رکھتے ہیں۔[2]

بندوں کے افعال کے متعلق عقیدہ

شیخ ابو جعفر (صدوق) فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ انسانی افعال کا خالق تقدیری[3] ہے، خالق تکوینی نہیں ہے۔[4] بایں معنی کہ خدا تعالیٰ ازل سے انسانی افعال کا عالم ہے

۱۔ بقرہ: ۲۸۶ ۲۔ [illegible] ۲۹۱/۱
۳۔ خالق تقدیری سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو پیدا کر کے انھیں [illegible] کی طاقت دے دی ہے۔ اب بندے جو کچھ کرتے ہیں وہ اپنی مرضی سے کرتے ہیں البتہ خدا ان سب کا علم رکھتا ہے۔
۴۔ [illegible]